OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u15.200-213

اولاد کی ایمانی واخلاقی اصلاح وتربیت سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں ایک جائزہ

An overview of Children's Moral and Religious reform in Perspective of Seerat un Nabi (SAW)

Hafiza Khadija Azhar
MPhil Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: khadija_azhar@hotmail.com, https://orcid.org/0000-0002-1888-2174

Humaira Khalil
PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: humeiram039@gmail.com, https://orcid.org/0000-0002-8172-6940

Received on: 16-10-2021 Accepted on: 18-11-2021

Abstract

Child training is probably the most important and foremost issue faced by the contemporary world now a days. Effective parenting requires parenting skills. Attributes in nurturing the children to success in the world and hereafter. Children are an asset of the Muslim world if they are utilized in a charitable activity in the protection of respect and honor and in developmental works, they can prove to be beneficial and a blessing. While if they are taken by the destructive elements in their hands, they will become source of destruction and a social unrest in the world. Child training in Islam accepts children's interests and attitudes with positive responses and respects their rights with warmth and love. It particularly develops moral awareness so that children can distinguish between right and wrong and also understand that they need to abide by rules and regulations. This paper aims to study the parenting style in Islamic teachings.

Keyword: Children, Parenting, contemporary, nurturing, Attitudes

تعارف موضوع

دین وشریعت میں اولاد کی تربیت ایک فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔اولاد کی تربیت صالح ہو تو ایک نعمت ہے وگرنہ یہ ایک فتنہ اور وبال بن جاتی ہے۔ جس طرح والدین کے اولاد پر حقوق ہیں اسی طرح اولاد کے والدین پر حقوق ہیں۔ تربیت اولاد ایک بہت کٹھن مرحلہ ہے۔اولاد کی صحیح تربیت آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہوتی ہے جبکہ اولاد بگڑ جائے اور اس کی صحیح تربیت نہ کی جائے تو وہی اولاد آزمائش بن جاتی ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی اعلیٰ شخصیت کے نمونہ کو بنیاد بنا کر کردار سازی کی کوشش کی جائے۔ایک مسلمان کی صحیح تعلیم وتربیت کے لیے اگر کوئی ہستی کامل نمونہ ہو سکتی ہے تو وہ محض نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔

بچپن کی تربیت نقش علی الحجر کی طرح ہوتی ہے، اگر بچپن میں اولاد کی صحیح دینی واخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی اولاد ان پر عمل پیرا رہتی اس کے بر خلاف اگر درست طریقہ سے اولاد کی تربیت نہ کی جائے تو بلوغت کے بعد بچوں سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی، نیز بلوغت کے بعد اولاد جن برے اخلاق واعمال کا مرتکب ہوگی، اس کے ذمہ دار والدین ہوں گے، جنہوں نے ابتدا ہی سے ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔ اولاد کی اچھی اور دینی تربیت دنیا میں والدین کے لیے نیک نامی کا باعث اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے۔ جب کہ نافرمان اور بے تربیت اولاد دنیا میں والدین کے لیے وبالِ جان ہوگی اور آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنے گی۔ اولاد اللہ تعالی کی نعمت ہیں ان کی تربیت پر والدین کو خصوصی توجہ دینی چاہیے کیونکہ ان کی تربیت ہی انہیں دیندار اور والدین کے لئے ذریعہ راحت ونجات بنا سکتی ہے۔

اولاد کی عبادات میں اصلاح وتربیت

بچے احکامات شریعہ کے مکلف نہیں ہوتے لیکن بچپن کا زمانہ مستقبل میں بہترین انسان بننے کا زمانہ اور احکام شریعہ کا مکلف ہونے پر بہترین انداز سے احکام بجالانے کا زمانہ اور مرحلہ ہوتا ہے۔ بچپن سے اولاد میں عبادت کی عادت کی ڈالنے سے بڑے ہو کر عبادت سہل اور آسان ہو جاتی ہے۔ اولاد کی تعلیم وتربیت میں کوتاہی آخرت میں مواخذہ کا سبب بن سکتی ہے اس لیے والدین کی اہم ذمہ داری ہے کے وہ اپنی اوالاد کی بچپن سے ایسی تربیت کریں کے ان میں دینی شعور پختہ ہو اور بڑے ہو کر وہ زندگی کے جس میدان میں بھی رہیں ایمان وعمل صالح سے ان کا رشتہ صرف قائم نہ ہو بلکہ ہمیشہ مضبوط رہے۔

نماز کی اصلاح وتربیت

بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں، اگر انھیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لیے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اس لیے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔ والدین کو اپنی اولاد لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے لیے نماز کی تعلیم وتربیت کی ابتدا بچپن ہی سے کردینی چاہیے تاکہ وہ بڑے ہو کر نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کے عادی بن سکیں۔ شیخ اسمعیل البروسوی نماز کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اہل خانہ کی تربیت میں لاپرواہی پر والدین سے پوچھ کچھ ہوگی کیونکہ جس کے ماتحت بچے، غلام یا یتیم ہوں اور وہ انہیں نماز کا حکم نہ دیں، تو ان کے نماز نہ پڑھنے کی سزا، بڑوں کو دی جائے گی، اور بڑوں کی تعزیر کی جائے گی، اس لئے کے گھر کے بڑوں نے انہیں نماز کا حکم نہ دے کر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہیں۔"(۱)

نبی اکرم ﷺ کے تربیتی اصولوں سے بچوں کو نماز کی طرف راغب کرنے کا حکم آپ ﷺ کی تعلیمات سے ملتا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال إذا عرف یمینہ من شمالہ فمروہ بالصلاۃ(۲)

"بے شک نبی ﷺ نے فرمایا جب بچہ دائیں اور بائیں جانب کی پہچان کرنے لگے اسے نماز کا حکم دو۔"

والدین پر یہ فرض ہے کے وہ اولاد کو دینی تعلیمات سے واقفیت دیں جب بچے سات سال کی عمر کو پہنچے تو اسے نماز کی پابندی سکھائی جائے تاکہ

وہ تین سال میں محبت و شفقت سے عادی ہو جائے اور جب دس کی عمر میں سمجھ رکھنے کے باوجود لاپرواہی برتے تو پھر سختی کی جائے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مرو اولادکم با لصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين(۳)

''جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار مار کر نماز پڑھاؤ۔''

نبی اکرم ﷺ نے تربیت کا موقع کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور بہت مشفقانہ انداز میں نماز کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ ﷺ کا معمول اقدس تھا کہ آئے ہوئے مہمان بچوں کی نماز کا بھی خصوصی خیال رکھتے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

بت عند خالتي ميمونة، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما امسى، فقال:" اصلى الغلام؟" قالوا: نعم،" فاضطجع حتى إذا مضى من الليل ما شاء الله قام فتوضا، ثم صلى سبعا او خمسا اوتر بهن لم يسلم إلا في آخرهن(۴)

''میں ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا، شام ہو جانے کے بعد رسول ﷺ تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا بچے نے نماز پڑھ لی؟'' لوگوں نے کہا: ہاں، پھر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ جب رات اس قدر گزر گئی جتنی اللہ کو منظور تھی تو آپ ﷺ اٹھے اور وضو کر کے سات یا پانچ رکعتیں وتر کی پڑھیں اور صرف آخر میں سلام پھیرا۔''(۵)

گویا مہمان بچے کی نماز کا خیال کرنا میزبان مربیان پر لازم ہے اور یہ سنتِ رسول ﷺ بھی ہے۔ اسی طرح بچوں کی تربیت کے لیے انہیں عیدین کی نمازوں کے لیے ساتھ لے جانا بھی سنتِ رسول ﷺ ہے۔ اس سے بچوں میں اجتماعیت کا شعور پیدا ہوتا ہے اور وہ نماز کی پابند بن سکیں گے۔ آپ ﷺ بچوں کی تربیت کے لیے انہیں اپنے ساتھ عید گاہ کی طرف لے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج فِي العيدين مع الفضل بن عباس، و عبد الله بن عباس، والعباس، و على، و جعفر، والحسن، والحسين، واسامة بن زيد ، و زيد بن حارثه، و ايمن ابن ام ايمن ، رافعا صوته بالتهليل والتكبير ، فيا خذ طريق الحدادين حتى ياتيالمصلى ، فاذا فرغ رجع على الحدائين حتى ياتى منزله -(۵)

''آنحضرت ﷺ جب عیدین کی نماز کی لیے تشریف لے جاتے تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ، حضرات اسامہ بن زید رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہا ساتھ ہوتے اور بلند آواز میں تہلیل و تکبیر پڑھتے ہوئے حدادین کے راستے جاتے اور حذائین کے راستے سے واپس تشریف لاتے اور اپنے گھر میں داخل ہوتے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نماز عید کی ادائیگی کے لئے سب بچوں کو ساتھ لے کر کے جاتے عید گاہ آنے جانے کا راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا بچوں کو اپنے ساتھ نماز عید میں شامل کرنا اور ان کے سامنے نماز کی ادائیگی، اصل میں ان کی تربیت کے لیے مقصود تھا۔

روزہ کی تربیت

روزہ اللہ سے روحانی تعلق مضبوط کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔روزہ سے بچہ اللہ کے ساتھ اخلاص کی حقیقت سے باخبر ہوتا ہے اور باطن میں اللہ تعالی کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔اس میں بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اپنی مرغوب چیزوں کو ترک کرنے کی ہمت اور مشکلات وتکالیف پر صبر کرنے کا مادہ ترقی کرتا ہے۔بچّوں کے لئے والدین عملی نمونہ ہوتے ہیں،بچّے ہمیشہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔دین اسلام نے بچوں پر روزے فرض نہیں کیے لیکن ان کی تربیت کے لیے روزے رکھوانا مستحب قرار دیا ہے۔ بچّوں کو روزہ رکھوانے کا مقصد متقی وپرہیز گار بنانا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے تین طرح کے لوگوں کو شرعا روزہ سے غیر مکلف قرار دیا ان میں سے ایک بچہ بھی ہے۔کیونکہ اس پر شریعت کے قوانین لاگو نہیں ہوتے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

ان القلم قد رفع عن ثلاثة: عن المجنون حتیٰ یبرا ، و عن النائم یستیقظ و عن الصبی حتی یعقل(٦)

"قلم تین شخصوں اٹھالیا گیا ہے: دیوانہ سے یہاں تک کہ اسے عقل آجائے، سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچہ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔"

بچہ جسمانی طور پر اگر اس حالت میں ہو کہ روزہ رکھ سکتا ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب عمل ہے۔اس کے والدین یا سرپرستوں کو چاہیے کہ اسے روزے کی ترغیب دلائیں تاکہ وہ اس کا عادی ہو جائے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو عبادت صوم کی خاص تربیت فرمایا کرتے تھے۔حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ارسل النبي صلى الله عليه وسلم غداة عاشوراء إلى قرى الانصار، من اصبح مفطرا فليتم بقية يومه، ومن اصبح صائما فليصم، قالت: فكنا نصومه بعد، ونصوم صبياننا، ونجعل لهم اللعبة من العهن، فإذا بكى احدهم على الطعام، اعطيناه ذاك حتى يكون عند الإفطار(٧)

"عاشورہ کی صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ربیع نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔انہیں ہم اون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔جب کوئی کھانے کے لیے روتا تو وہی دے دیتے، یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔"

تربیت کی غرض سے اولاد کو بچپن سے روزہ کا عادی بنانا چاہیے۔بالغ ہونے سے قبل اگر بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور روزہ سے اس کو کوئی ضرر لاحق نہ ہوتا ہو تو اس کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے،اور دس سال عمر ہونے پر تحمل وبرداشت کے موافق روزہ رکھنے کی تاکید کرنی چاہیے،تاکہ اس کی عادت بن جائے اور بالغ ہونے کے بعد اس کے لیے روزہ رکھنے میں دشواری نہ ہو،اور اگر نابالغ بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس کی قضا رکھوانا لازم نہیں ہے۔

حج کی تربیت

حج اسلام رکن عظیم ہے جسکی اہمیت وفرضیت مسلم ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات واحکامات سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کی رضاجوئی کے لیے فریضہ حج زندگی میں ایک بار ہر آزاد، عاقل وبالغ، مسلمان، صاحب استطاعت مرد وعورت پر فرض ہے۔ دین اسلام میں اس فریضے کو پانچواں ستون قرار دیا گیاہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور مخلد فی النار ہو جاتاہے۔ کم سن بچے اس کے وجوب سے آزاد ہیں مگر ان کی عبادتی تربیت کے لیے انہیں حج کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حج ایک عبادت ہے لہذا والدین کو بچوں کو اس کی مشق کروانی چاہیے۔ بلوغت سے پہلے بچے جتنے بھی حج کرتے ہیں وہ نوافل میں شمار ہونگے تاہم بالغ ہونے کے بعد فریضہ حج کا ادا کرنا واجب الاداہے۔ جیسا کہ امام کا سانی حضور ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں:

ایما صبی حج عشر حجج ثم بلغ فعلیه حجة الاسلام(۸)

''بچہ اگر دس مرتبہ بھی حج کرے بالغ ہونے کے بعد حج اسلام اس پر فرض ہے۔''

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو حج کرواتے رہے ہیں۔اور رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں بہت سے بچوں کے فریضہ حج ادا کرنے کے متعدد واقعات ملتے ہیں جو یقینی طور پر ان کی تربیت کے لیے ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما کان یوم عرف والفضل ردیف رسول ألله صلی الله علیه وسلم والناس کثیر حول رسول الله صلی الله علیه وسلم(۹)

''یوم عرفہ کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے اور لوگوں کا ہجوم حضور ﷺ کے گرد تھا''

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت صحابی کم سن تھے۔ حضور ﷺ نے محبت والفت کے اظہار کے لیے ان کو اپنا ہم رکاب بنایا اور ساتھ ہی ساتھ ان کی تربیت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے حج کے متعلق روایت ملتی ہے:

عن النبی صلی الله علیه وسلم لقیی رکبا بالروحا ، فقال: من القوم؟ قالوا: المسلمون، فقالوا: من انت؟ قال: رسول الله ، فر فعت الیه امراة صبیاً، فقالت: الهذا حج؟ قال: نعم ولک اجر (۱۰)

''حضور ﷺ مقام روحا میں تھے کہ آپ کو کچھ سوار ملے، آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا اور پوچھا''کون لوگ ہو؟''انہوں نے جواب دیا، ہم مسلمان ہیں، پھر ان لوگوں نے پوچھا: آپ کون ہو؟ لوگوں نے انہیں بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اور اجر تمہارے لیے ہے۔''

والدین اگر تربیت کے لیے بچوں کو حج کروائیں تو یہ ان کے لیے اجر کا باعث ہے۔ بچوں کو حج پہ ساتھ لے کر جانا اور پھر ان کو حج کا طریقہ کار سکھانا تربیت کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

زکوٰۃ وفطر کی تربیت

اسلام کا دوسرا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے جس کا حکم بیاسی مقامات پر قرآن حکیم میں وارد ہوا ہے۔ قرآن حکیم نے اسلامی ریاست میں صاحبانِ

اقتدار واختیار کے منصبی فرائض گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور(۱۱)

''(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

نماز کی حقیقت بندے کا اپنے رب کی طرف محبت اور خشیت سے مائل ہونا ہے، اور زکوٰۃ کی حقیقت بندے کا بندے کی طرف محبت اور شفقت سے مائل ہونا ہے۔ آپ ﷺ کا معمول اقدس تھا کہ جہاں اپنے صحابہ کی نماز کی تربیت فرماتے وہیں انہیں زکوٰۃ کی ادائیگی بھی سکھاتے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان امراۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعھا ابنۃ لھا وفي ید ابنتھا مسکتان غلیظتان من ذھب، فقال لھا:" اتعطین زکاۃ ھذا؟" قالت: لا، قال:" ایسرك ان یسورك اللہ بھما یوم القیامۃ سوارین من نار؟" قال: فخلعتھما، فالقتھما إلی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وقالت: ھما للہ عز وجل ولرسولہ(۱۲)

''ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ساتھ اس کی ایک بچی تھی، اس بچی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ اچھا لگے گا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کنگن ان کے بدلے میں پہنائے''۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس عورت نے دونوں کنگن اتار کر انہیں حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیئے اور بولی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے قیامت کا خوف دلا کر اس عورت کو عملی اعتبار سے اکسایا کے وہ اپنے عمل کی اصلاح کرے۔ صدقہ فطر اور زکوۃ بچوں کے سرپستوں پر واجب ہے۔ بچہ اگر صاحبِ نصاب اور سمجھدار ہو تو وہ خود اپنی زکوۃ ادا کر سکتا ہے، لیکن بچہ اگر صاحبِ نصاب تو ہو مگر اتنا چھوٹا ہو جس کو رقم اور سامان وغیرہ قبضہ کرنے کی سمجھ نہ ہو، اس پر زکوۃ دینا فرض نہیں بلکہ اس کے والد یا سرپرست کو زکوۃ دینا لازم ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ نے بچوں کی تربیت جن پیرایوں پر فرمائی والدین کو ان تعلیمات کو سہارا بنا کر اپنی اولاد کی اصلاح وتربیت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ عملی اعتبار سے مکمل مسلمان بن سکیں اور ان کی زندگیوں میں اسلام کی عملی روح نظر آئے۔

نیک اولاد کسی بھی انسان کے لئے بیش بہا قیمتی سرمایہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے گراں قدر عطیّہ ہوتا ہے، اس لئے والدین کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جہاں اپنے بچوں کی بہتر نشو ونما کے لئے صحیح نگہداشت وپرورش کا سوچتے ہیں وہیں ان کو چاہئے کہ وہ بچوں کی درست خطوط پر تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں، کیونکہ اگر والدین اگر بچوں کو پاکیزہ اخلاق اور نیک خصائل سے آراستہ کریں تو یقیناً یہ معصوم کلیاں مستقبل میں گلستانِ حیات کی خوبصورتی اور اس کی رونق کو دوبالا کرنے کا باعث ہوں گی، اور اگر خدانخواستہ اپنے عیش کی دنیا کی فکر میں بدمست ہو کر ان کی تربیت کا معاملہ لاابالی پن کی نذر ہو گیا تو آنے والا دن یقیناً والدین کے لئے بڑا اذیّت ناک اور سوہانِ روح ہوگا۔

بچوں کی اخلاقی تربیت

اخلاق سے مراد وہ تمام کام ہیں جن کا تعلق انسان کے کردار سے ہوتا ہے۔بچے اخلاقی طور پر تعمیر و تربیت کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ ان کی معاشرتی رویے بھی درست نہج پر رہیں۔طفلاتی مرحلہ میں جب اولاد میں فطرتی امتیاز اور قبولیت کی صلاحیت واستعداد پیدا ہوتی ہے ایسے میں والدین کے لیے خوب جدوجہد کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور ان کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کے وہ اولاد کی اسلامی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق کریں تاکہ وہ معاشرے کے باکردار اور اہم رکن بنیں۔رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (۱۳)

''ایک باپ کا اپنے بیٹے کے لیے سب سے بہتر عطیہ اچھا ادب اور عمدہ اخلاق ہے۔''

اولاد کے لیے سب سے بہترین تحفہ حسن ادب ہے۔لہذا لازم ہے کہ اولاد کو اخلاقیات کا اعلیٰ درس دیا جائے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لان یودب ولده خیر له من ان یتصدق بصناع(۱۴)

''آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع کے برابر کوئی چیز صدقہ کردے''

اولاد کو اچھے اخلاق سکھانے کے بارے میں محمد نور سوید لکھتے ہیں:

''اچھے اخلاق و آداب سے روشن عقل پیدا ہوتی ہے اور روشن عقل سے اچھی عادت پیدا ہوتی ہے اور اچھی عادت سے اچھی طبیعت اور اچھی طبیعت سے نیک اعمال اور نیک اعمال سے رب تعالیٰ کی رضا اور رب تعالیٰ کی رضامندی سے دائمی اور ابدی نعمت وعزت حاصل ہوتی ہے،اس کے برعکس برے اخلاق و آداب سے عقل کا فساد پیدا ہوتا ہے۔اور عقلی فساد سے بری عادت اور بری عادت سے گھٹیا طبیعت اور گھٹیا طبیعت سے بداعمالی اور بداعمالی سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضبناکی اور اللہ کی ناراضگی اور غضبناکی سے ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی حاصل ہوتی ہے۔''(۱۵)

اخلاقی تربیت کے بہت سے عناصر ہیں جن کا شمار ناممکن ہے البتہ چند اہم اخلاقی امور پر بحث درج ذیل ہے کہ جن پر عمل کرکے بچے آنے والے وقت میں معاشرے کا ایک معزز انسان بن سکتے ہیں۔

سچائی

سچائی اسلام کی وہ اعلیٰ صفت ہے جو انسان کے ایمان کی دلیل ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت ترغیب دی ہے کیونکہ عقیدہ کے بعد دنیا وآخرت کی نجات سچائی پر موقوف ہے۔بچے گھر میں رہتے ہوئے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر والدین اور دیگر اہل خانہ سے سیکھتے ہیں۔اولاد کو سچائی کی تعلیم دینا والدین کی ذمہ داری ہے۔بچوں کے سامنے سچائی کا عملی نمونہ پیش کرنا اور جھوٹ سے ڈرانا اور خود بھی جھوٹ سے پرہیز کرنا والدین پر لازم ہے جیسا کے جھوٹ کئی گناہوں کی جڑ ہے۔اس لیے بچوں کو ترغیب دینے کے لئے اول طریقہ یہ ہے کہ والدین ان کے سامنے جھوٹ سے بچیں۔آنحضرت ﷺ نے بچوں سے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے:

دعتني امي يوما ورسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد في بيتنا، فقالت: ها تعال اعطيك , فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم:وما اردت ان تعطيه , قالت: اعطيه تمرا , فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: اما إنك لو لم تعطه شيئا كتبت عليك كذبة(١٦)

''ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا اس وقت حضور ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، والدہ نے کہا ادھر آؤ تمہیں کچھ دوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''تم اسے کیا چیز دینا چاہتی ہو؟'' انہوں نے کہا میں اسے ایک کھجور دینا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ''دیکھو اگر تم سے کچھ نہ دیتی تو جھوٹ بولنے کا گناہ لکھا جاتا۔''

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من قال لصبی : تعال ھاک ،ثم لم یعطه فهي كذبة(١٧)

''جو شخص بچے سے یہ کہے ادھر آؤ (یہ چیز لے لو) پھر اسے کچھ نہ دے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے بچے کی نفسیات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کے بچوں کی فطرت، فطرت سلیم ہوتی ہے جھوٹ بولنے سے بچوں کی نظر میں والدین کا کردار مشتبہ ہوتا ہے اس لیے بچوں کو سچ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے جنت کی کی بشارت سنائی جائے اور جھوٹ سے نفرت دلاتے ہوئے جہنم سے ڈرایا جائے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الصدق يهدي إلى البر وإن البر يهدي إلى الجنة، وإن الرجل ليصدق حتى يكون صديقا، وإن الكذب يهدي إلى الفجور وإن الفجور يهدي إلى النار، وإن الرجل ليكذب حتى يكتب عند الله كذابا(١٨)

''بے شک سچائی، بھلائی کی طرف لے جاتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدیق ہو جاتا ہے۔ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔''

حضور ﷺ کا فرمان ہے کے بچوں کو سچائی کی طرف راغب کرنے کے لئے اللہ کی رحمت سے دوری کا احساس دلایا جائے:

إذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلا من نتن ما جاء به(١٩)

''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔''

سچ بولنا اسلام کے بنیادی اخلاق میں اہم ترین خلق اور عادت ہے۔والدین کو چاہیے سچائی کو بچوں کے دلوں دماغ میں اچھی طرح جا گزیں کریں اور خود بھی انکے سامنے جھوٹ بولنے سے اجتناب کریں۔

دیانت داری

امانت ودیانت کا مقام ومرتبہ بہت عظیم ہے۔دین کے تمام امور اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں جن کی ادائیگی ہر فرد پر ضروری ہے۔اولاد کو روزمرہ

کے معاملات میں دیانتداری اپنانے کی تلقین کی ضرورت ہے تاکہ وہ عملی زندگی میں دھوکہ دہی، فریب کاری جیسے برے معاملات کا شکار نہ ہوں اور اس کی نیک نیتی اسکی دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں کامیابی کا ذریعہ بنے۔ والدین کو بچوں کو بتانا چاہیے کے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس برائی سے لبریز زمانہ میں بھی امانت داری کا مجسم تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آية المنافق ثلاث، إذا حدث كذب، وإذا وعد اخلف، وإذا اؤتمن خا(۲۰)

"منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے سامنے امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

بچوں کو ترغیب دی جائے کے بددیانت ہونا بے ایمانی کی علامت ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے کوئی بات کہے اور کہتے ہوئے مڑ کر دائیں بائیں دیکھے تو اس کا مقصد یہ ہے کے یہ راز کی بات ہے جو صرف اس سے ہی ہورہی ہے کسی دوسرے کو اس کی خبر نہ ہو لہذا سننے والے کی امانت داری یہ ہے کہ وہ اسے راز رکھے کیونکہ یہ مجلس کے آداب میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذاحدث الرجل الحديث ثم التفت فهي امانة (۲۱)

"جب ایک شخص کوئی بات کہے اور چلا جائے تو یہ بھی امانت ہے"

والدین کی ذمہ داری ہے کے اپنی اولاد کو امانت داری سکھائیں اور خیانت داری کے ہولناک انجام سے ان کو ڈرائیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إن المنافقين في الدرك الأسفل من النار (۲۲)

"منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ڈالا جائے گا۔"

خیانت وبددیانتی کا صلہ اور اس کا وبال صرف آخرت میں نہیں بلکہ کبھی کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ اعتماد کی دیوار بڑی محنت اور وقت میں تعمیر ہوتی ہے لیکن اس دیوار کو گرانے کے لیے قول وفعل کے تضاد کے صرف ایک دھکے کی ضرورت ہوتی ہے۔ والدین کو اولاد کے قول و فعل میں مطابقت کی بہت فکر کرنی چاہیے تاکہ وہ دنیا وآخرت میں سرخ رو ہوسکیں اور معاشرے کے افراد کا باہمی اعتماد حاصل کرسکیں۔

زبان کی حفاظت

زبان قلوب واذہان کی ترجمان ہے، اس کا صحیح استعمال ذریعہ حصول ثواب اور غلط استعمال وعید عذاب ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ میں "اصلاحِ زبان" کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اولاد کو اس بات کا عادی بنانا چاہیے کہ وہ اپنی زبان سے بہترین کلمات ادا کریں اور قبیح اور برے الفاظ سے اجتناب کریں، کسی کو برا بھلا کہنا اور گالی دینا سخت اخلاقی کمزوری ہے۔ بچپن میں جب وہ عادت پڑ جاتی ہے تو پھر بعد میں اس کو چھوڑنا دشوار ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات سیرت میں زبان کی حفاظت کی سخت تاکید ملتی ہے، بدکلامی پر جہنم کی وعید سنائی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ بدکلامی ایمان کے منافی ہے اس لیے والدین کا فرض ہے کہ اس پہلو پر غیر معمولی توجہ دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ومن كان يومن بالله واليوم الاخر فليتقل خيرا او ليصمت(۲۳)

''جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔''

اہل ایمان کی گفتگو بہترین اور پر تاثیر ہوتی ہے، اور وہ ہمیشہ فضولیات سے احتراز کرتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے امت کی تربیت کے لئے احسن انداز اختیار فرمایا کے اہل ایمان اچھے کلمات ادا کرے اگر نہیں کر سکتا تو خاموشی اختیار کرے کیونکہ یہ برے الفاظ سے بہتر ہے۔

اسی طرح والدین خود برے کلمات اور غلط باتیں اپنی زبان سے نکالنے سے اجتناب کریں کیونکہ بچے والدین کے پاس زیادہ وقت رہتے ہیں، جہاں ان کے سلوک اور حرکات وسکنات پر نظر رکھتے ہیں وہیں زبان سے نکالے ہوئے الفاظ وکلمات پر بھی ان کی گہری نظر ہوتی ہے، جو کلمہ والدین یا اہل خانہ زبان سے ادا کریں گے اولاد بار بار سننے کے بعد انہی کو ادا کرے گی۔ لہذا والدین کو بچوں کے سامنے محتاط رویہ اختیار کرنے اور خود عملی نمونہ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اولاد ان کی اچھی عادات کو اپنائیں اور فحش گوئی سے بچیں کیونکہ یہی معاشرے میں ان کی پہچان کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اولاد کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کریں کیونکہ یہ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

احفظ لسانك. ثكلتك امك معاذ! وهل يكب الناس على وجوههم إلا السنتهم (۲۴)

اپنی زبان کی حفاظت کیا کر، کیونکہ لوگوں کو جہنم میں ان کی زبانوں کی وجہ سے ہی پھینکا جائے گا۔

نیکی اور بدی کے بہت سے امور ایسے ہیں جن کا ظہور زبان سے ہوتا ہے۔ اگر والدین چاہتے ہیں کہ بچے کی زبان گالی گلوچ، برے کلمات اور اخلاق سے گرتی ہوئی باتوں سے محفوظ ہو تو اس کے لیے مندرجہ ذیل چند امور پر توجہ دینی ہو گی:

اول: جب بچے سے برے کلمات، ناجائز باتیں اور جھوٹی وغلط باتیں سنیں تو اس پر سخت تنقید کی جائے اور اس پر دنیاوی ندامت وشرمندگی کا احساس دلایا جائے اور عذاب اخروی سے خوف دلایا جائے۔ اگر بچے کی بدزبانی پر روک نہ لگائی اور اس پر کڑی نظر نہ رکھی تو اس کا مزہ بچے کے ساتھ ساتھ والدین واساتذہ کو بھی چکھنا پڑے گا۔

دوم: بچے کو اس بات کا عادی بنائیے کہ وہ اچھے اور شریف بچوں کے ساتھ کھیلے اور انہیں کی صحبت ہمیشہ اختیار کرے، برے ساتھیوں کی صحبت سے بچوں کو بچایا جائے تاکہ بچہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ ہو اور اللہ کے ہاں اس کا مقام ومرتبہ بلند ہو۔ بچے کو سمجھائیں کہ اچھے دوستوں کی صحبت تمہیں اچھا بنائے گی اور بد اخلاق اور شریر کی صحبت تمہیں برا بنائے گی۔ اس لیے ہمیشہ بچوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور اس پر خاص توجہ دی جائے۔

رازداری

ایک مسلمان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی دوسرے کا راز فاش نہ کرے، کسی کی پوشیدہ بات جاننے کی کوشش بھی نہ کرے اور ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرے کیونکہ راز طاقت کا ایسا سرچشمہ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلامی تعلیمات میں راز کو امانت قرار دیا گیا۔ والدین کو بچپن سے اولاد کو راز پوشیدہ رکھنے کی ترغیب کرنی چاہیے۔ حضور ﷺ بچوں کی تربیت کرتے ہوئے اس چیز کا

خصوصی خیال رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم خلفہ ثم اسر الی حدیثا بہ احدا من الناس(۲۵)

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے پیچھے سواری پر سوار کیااور پھر مجھے ایک راز کی بات بتائی کہ میں کسی کو بھی نہ بتاؤں۔"

رسول اکرم ﷺ نے ان کی تربیت فرماتے ہوئے انہیں راز بتایااور ساتھ ہی تنبیہ فرمائی کہ کسی کو نہ بتایا جائے اور اس طرح بچے میں پختگی آگئی اور راز کسی کو نہ بتایاایسا ہی ایک واقعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے اور انہیں سے روایت ہے:

اسر إلي نبي اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرا، فما اخبرت بہ احدا بعد، ولقد سالتني عنہ ام سلیم فما اخبرتھا بہ(۲۶)

"حضور ﷺ نے ایک راز کی بات مجھ سے کہی میں نے اس کو کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ میری ماں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا، میں نے ان سے بھی بیان نہ کیا۔"

لہذاوالدین اولاد کو یہ ترغیب دیں کے جب تک ممکن ہو دوسروں کے رازورموز کو پوشیدہ رکھیں اور اگر کسی کو بتانے کی نوبت آبھی جائے تو اتنا ہی بتائیں جسکے فاش ہونے سے دوسرے انسان کی عزت آبرو خطرہ کا سبب نہ بنے۔

ایثار

ایثار دوسروں کی ضرورتوں کو خود پر ترجیح دینے اور انہیں اپنی ضرورتوں پر فوقیت دینے کا نام ہے۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانا، خود تکلیف اٹھاکر دوسروں کو راحت پہنچانے کا نام ایثار ہے۔ نبی مکرم ﷺ کے اخلاقی کے پہلوں میں ایک پہلو ایثار بھی ہے جس کی آپ ﷺ نے تاکید فرمائی۔ والدین ومربیان کی ذمہ داریوں میں ہے کے اولاد میں جذبہ ایثار متعارف کروایاجائے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

لِکل شی مفتاح و مفتاح الجنة حب المساکین، والفقرا(۲۷)

"ہر شے کی کوئی کنجی (چابی) ہوتی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں اور فقیروں کی محبت ہے"

بچوں کو ترغیب دیں کہ وہ دوسروں کے کام آئیں اور اپنی جیب خرچ سے فقراء ومساکین پر خرچ کریں۔ بچے میں جذبہ بیدا کریں کہ وہ اگر وہ کسی کے کام آئے گا تو ایک مجاہد کی طرح ثواب پائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ترغیب دینے کے لئے ارشاد فرمایا:

الساعي علی الأرملة والمسکین کالمجاھد في سبیل اللہ(۲۸)

"بیوہ عورتوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اجر وثواب میں مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔"

والدین کو چاہیے کہ بچہ جب سکول یامکتب سے گھر لوٹے تو اس سے سوال کریں کہ اس نے آج دن بھر کتنے لوگوں کی مدد کی کس کس کے کام آیا۔ پھر اگر بچہ کسی کی مدد کرے تو اس کو شاباش دی جائے اس کا احترام کیاجائے، انعام دیا جائے۔ اایسا کرنے سے اس کے دل جذبہ ایثار کی لگن جاگے گی اور وہ عملی طور پر اس کے لیے ہمہ وقت تیار بھی رہے گا۔

کینہ پروری سے اجتناب

والدین کے لیے لازم ہے کہ بچوں کی تربیت اس انداز میں کریں کہ وہ ایک دوسرے کے لئے دل میں نفرت، حسد، کینہ اور بغض وغیرہ جیسی برائیوں کو نہ آنے دیں۔ ان کے دل ایک دوسرے کے لیے صاف اور مخلص ہوں کیونکہ اس چیز سے بچاؤ معاشرے کے امن، استحکام اور اسلامی برادری میں اخوت کے لیے لازم ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے تحفظ کے لیے باقاعدہ تربیت فرمائی جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بني " إن قدرت ان تصبح وتمسي ليس في قلبك غش لاحد فافعل، ثم قال لي: يا بني وذلك من سنتي، ومن احيا سنتي فقد احبني، ومن احبني كان معي في الجنة(۲۹)

"مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا، اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح و شام تم اس طرح گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے بھی کھوٹ (بغض، حسد، کینہ غیرہ) نہ ہو تو ایسا کر لیا کرو"، پھر آپ نے فرمایا۔ "میرے بیٹے! ایسا کرنا میری سنت اور میرا طریقہ ہے، اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے الفت کی اور جس نے مجھ سے الفت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔"

رسول اکرم ﷺ نے احسن انداز سے بچے کو سمجھایا اور اسے ترغیب دی کے کینہ سے اجتناب کرنا میری سنت ہے اور میری سنت سے محبت میری محبت ہے اور میری محبت تمہیں جنت میں میرے ساتھ رکھے گی۔ آپ ﷺ نے بچے کو جنت اور پھر جنت میں اپنا قرب دینے کی ترغیب دے کر عمل پر آمادہ کر لیا۔

بچوں کو اچھا شہری بنانے کے لیے ان میں مندرجہ بالا صفات بچپن سے ہی راسخ کرنی چاہیے اور والدین کو خود بھی ان کے سامنے عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے جیسا کہ حضور ﷺ خود بھی عمل مجسم اور اخلاق کی عمدہ مثال تھے۔ والدین آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنا کر بچوں کی اعلیٰ اخلاقی تربیت کر سکتے ہیں اور عصر حاضر کے فتنوں سے بچانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ بچوں کی تربیت خالصتاً اسلامی نہج پر کی جائے۔

اولاد کی تربیت کرنا والدین کا دینی واخلاقی فریضہ ہے۔ تربیت کا مقصد بچے کو ایک اچھا مسلمان اور مفید شہری بنانا ہے۔ گھر کا سرپرست ہونے کی حیثیت سے ایک والد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی کفالت کے ساتھ ساتھ اسکی اچھی تربیت اور پرورش بھی کرے۔ اس کے لیے تمام شرعی اور آئینی حقوق ادا کرے اور معاشرے میں اولاد کو تنہا مت چھوڑے۔ کیونکہ آج کے بچے کل کے معمار ہیں اگر آج ان کی صحیح تربیت نہ کی گئی تو کل کو یہ کمزور اٹھیں گے اور معاشرے کے لئے قوم کے لیے اور خود اپنے لیے بھی نقصان دہ ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر بچے کی تربیت صحیح نہیں ہو گی تو یہی بچے مستقبل میں ملک وقوم کے لیے سودمند ثابت ہوں گے۔

بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے اس وقت سے ہی اسکی تربیت اس کے والدین پر لازم ہو جاتی ہے کیوں کہ انسان کا بچہ باقی جانداروں کے بچوں کی نسبت سب سے زیادہ لاچار و بے بس ہوتا ہے۔ اسے کسی ایسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی دیکھ بھال کرے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں اولاد کے لیے ایسی محبت رکھی ہے کے وہ اس کے لئے تمام اذیتیں برداشت کرتے ہیں لیکن ان مشکلات کا سایہ کبھی بھی اپنے لخت

جگر پر نہیں پڑنے دیتے۔ان کی ہر ضرورت اور ہر ذمہ داری کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

عصر حاضر میں تربیت اولاد کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں ہیں اور ان رکاوٹوں کو دور کرنا اس دور کی اہم ترین ضرورت ہے وگرنہ ایک بے راہ رو قوم کا وجود کسی صورت روکا نہیں جا سکتا۔اگر والدین و مربیان چاہتے ہیں کہ ان کے بچے تباہی و بربادی سے محفوظ رہیں تو بچوں کی اچھی تربیت جتنی لازمی ہے ذاتنا ہی اس تربیت کی راہ میں آڑ بننے والے مسائل کا تدارک بھی ضروری ہے۔بحیثیت مسلمان والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کریں اور ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا عادی بنائیں۔

References

1. Al-Brusoi, Sheikh Ismail Haqi, Allama, Ruh Al-Bayan, Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, Beirut,2000,volume 10,P: 58-59
2. Tabarani, Abu Al-Qasim, Sulaiman Bin Ahmad, Al-Rawd Al-Dani la Al-Mujam Al-Saghir Al-Tabarani, Al- Muktab Al-Islami, Dar Ammar, Beirut,1405,Raqam:274
3. Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah ibn Asad al-Shaybani, Al-Musnad, Aalam al-Kitab, Beirut, raqam:15339
4. Abu Dawud, Sulayman ibn Ash'ath ,Sijistani, Sunan Abi Daud, kitab ul salat, Chapter fi salat lail , raqam:1345
5. Ibn Khuzaymah, Muhammad Ibn Ishaq Ibn Khuzaymah, Al-Nisaburi, Sahih Ibn Khuzaymah, Maktab Islami, Riad,1400, raqam:1431
6. Abu Dawud, Sulayman ibn Ash'ath, Sunan Abi Daud, kitab ul hadood , chapter fil majnoon yasriq aou yousibu haddan:4402p
7. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari,kitab ul soum,chapter soum alsiban,raqam:1960
8. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa, Sunan Tirmidhi,kitab ul hajj,vhapter ma jaa fi hajj alsabi,raqam 925
9. Nisa'i, Ahmad bin Shoaib, Sunan Nisa'i, kitab manasik al hajj,chapter alamr asakeena fil azafa min Arafat ,raqam:3023
10. Muslim, Abu al Hussain,Al sahih,kitab ul hajj,chapter sihhah hajj alsabbi waa ajr min al hajj, raqam:3253
11. Al Hajj 22:41
12. Abu Dawood, Suleiman bin Ashath, Sunan Abi Dawood, kitab ul zakat,chapter al kanz ma hua zakat alhulye,raqam:1563
13. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari,Kitab ul adab, chapter ma jaafi adab il walid,raqam:1951
14. Abu Dawood, Suleiman bin Ashath, Sunan Abu Dawood,kitab ul bir Wasilla an rasool ul allah, chapter ma jaafi adab il walid,raqam:1951
15. suwaid,Muhammad bin noor,tarbiar e aulad ka nabwi asool aur isky zireen asool,dar ul qalam, Lahore,1978,P397-398
16. Abu Dawud, Sulayman ibn Ash'ath , Sunan Abi Daud,kitab ul adab,chapter fil tashdeed fil kizb , raqam:4991
17. Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, raqam:9526
18. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa, Sunan Tirmidhi,kitab ul bir wasillah,chapter maa jaa fi alsidq wal kizb, raqam:1971
19. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa, Sunan Tirmidhi , kitab ul bir wasillah,chapter maa jaa fi alsidq wal kizb, raqam:1972
20. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari kitab ul wasaya,chapter qoul lillah hi taala :mn baad wasiya yousi biha aoudain,raqam:2749

21. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa, Sunan Tirmidhi , kitab ul bir wasillah,chapter maa anal majalis ammanah, raqam:1959
22. Al Nisa 05:145
23. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari,kitab ul adab, chapter man kanaa youmino billah hi wal youm il akhir fla youz jaraah ,raqam :6018
24. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari,kitab ul adab, chapter akhlaq wal bir sillah, raqam:2420
25. Abu Dawud, Sulayman ibn Ash'ath , Sunan Abi Daud, kitab ul adab , chapter fi naqal hadees, raqam:4289
26. Muslim, Abu al Hussain,Al sahih, kitab fazail sahaba, chapter min fazail ans bin malik,raqam: 6379
27. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari kitab ul janaiz,chapter fil janaiz raqam:7563
28. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih Bukhari,kitab ul adab, chapter assai alal miskeen,raqam: 6007
29. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa, Sunan Tirmidhi kitab ul ilm an rasiil ul allah, chapter ma jaa fil akhz waaasunat wajtinab bid, raqam: 2678